دل کی بات

چور کون؟ حکمران یا عوام؟

وزیر اعظم محمد نواز شریف نے نادہندگان سے ملکی دولت واپس لینے کیلئے واپڈا کو فوج کے حوالے کر دیا۔ فوج کی سربراہی میں واپڈا کا عملہ بجلی چوروں کے تعاقب میں نکلا تو پتہ چلا کہ اصل چور تو خود حکمران ہیں۔ عوام بیچاروں کو تو خواہ مخواہ بدنام کیا گیا ہے۔

پہلے خبر آئی کہ میاں معراج دین بجلی چور نکلے، انہوں نے اس کو الزام قرار دیتے ہوئے حکومت کو استعفیٰ پیش کر دیا۔ پھر خبر آئی کہ بعض جج اور انتظامیہ کے اعلیٰ افسر بھی بجلی چور ہیں، اب آرمی چیف نے وزیر اعظم کو جو فہرست پیش کی ہے اس کے مطابق "۲۹ وزراء سمیت ۲۴۵ ارکانِ اسمبلی بجلی چور نکلے۔ پنجاب کے ۴، سرحد کے ۵، سندھ کے ۷ معطل وزیر، بلوچستان کے ۵، اور ۸ وفاقی وزراء بجلی چوری میں ملوث ہیں۔ قومی اسمبلی کے ۸۰ ارکان، پنجاب ۱۰۰، سرحد ۱۶ اور معطل سندھ اسمبلی کے ۵۰ ارکان کے نام بھی چوروں کی فہرست میں شامل ہیں۔" (روزنامہ خبریں ملتان ۲، فروری ۱۹۹۹) ایک دوسری خبر کے مطابق واپڈا کے چار ارب روپے بلوچستان کے سردار اور وڈیروں کے ذمہ ہیں۔ جو انہوں نے ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ انہیں رعایت دی جائے۔ اس مطالبہ کو بلوچستان حکومت کی حمایت بھی حاصل ہے۔

یہ صرف ملک کے ایک محکمہ کا حال ہے۔ ہمارے حکمرانوں اور ان کے پالتو بیوروکریٹس نے زندگی کے ہر شعبہ میں ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا ہے۔ اور الزام بیچارے عوام پر...... ہمیں تسلیم ہے کہ عوام بھی چوری یا دیگر جرائم میں ملوث ہیں۔ مگر ان کی تعداد حکمرانوں کے مقابلے میں کچھ نہیں۔ عوام تو انہی بدیانت وزراء، چور ارکانِ اسمبلی، ظالم بیوروکریٹس اور ڈاکو وڈیروں، جاگیرداروں اور لٹیرے صنعت کاروں اور کارخانہ داروں کے زیر اثر اور ان کے تابع مہمل ہیں۔ یہ لوگ ٹھیک ہو جائیں تو ساری قوم ٹھیک ہو جائے گی۔

حکومت نے کراچی میں دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے فوجی عدالتیں قائم کیں تو پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن بیگم زرداری نے مطالبہ کیا کہ پنجاب میں بھی فوجی عدالتیں قائم کی جائیں۔ حال ہی میں صدر مملکت جناب محمد رفیق تارڑ نے پورے ملک میں فوجی عدالتوں کے قیام کا آرڈیننس جاری کر دیا ہے۔ فوجی عدالتوں کا معاملہ اس وقت سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ لیکن حکومت نے اس اقدام سے ایک بات عملاً تسلیم کی ہے کہ ہمارا موجودہ عدالتی نظام ناقص ہے۔ فوجی عدالتوں کے فیصلوں پر فوری عمل درآمد ہو رہا ہے اور

مجرموں کو پھانسیاں دی جا رہی ہیں۔ کیا یہ قیامِ امن کا پائیدار حل ہے؟
ادھر انتظامیہ کا حال یہ ہے کہ آئے روز پولیس کی تحویل میں ملزم، پولیس مقابلوں میں قتل ہو رہے ہیں۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ ایک طے شدہ کہانی ہے جو ہر پولیس مقابلے کے بعد اخبارات کو بھجوا دی جاتی ہے جیسا کہ رائیونڈ بم دھماکے کے ملزموں کے قتل کی کہانی ہے.........

''پولیس ملزموں کو تفتیش کی غرض سے اور ان کی نشان دہی پر دیگر ملزموں کی گرفتاری کیلئے انہیں لے کر جا رہی تھی۔ ملزموں کے ساتھیوں نے پولیس وین پر فائرنگ کر دی، وین کے ٹائر برسٹ ہو گئے، پولیس عملہ نے چھلانگیں لگا کر درختوں کی اوٹ میں پناہ لی۔ ملزمان اپنے ساتھی حملہ آوروں کی فائرنگ سے ہلاک ہو گئے۔ پولیس کی جوابی فائرنگ سے ایک حملہ آور زخمی ہوا مگر وہ سب فرار ہو گئے۔''

کمال یہ ہے کہ پولیس کا کوئی آدمی ان مقابلوں میں زخمی نہیں ہوتا جبکہ اصلی مقابلہ میں صورتِ حال اس کے برعکس ہوتی ہے۔

یہ سوال زبان زد عام ہے کہ محمد صلاح الدین، حکیم محمد سعید اور مولانا محمد عبداللہ کے قاتل تو اب تک زندہ ہیں مگر رائے ونڈ بم دھماکہ کے ملزم پولیس مقابلہ میں پار بھی کر دیے ہیں۔ یہ ماورائے عدالت قتل کا سلسلہ قیامِ امن کیلئے نیک شگون نہیں ہے۔ اس کے اثرات و نتائج بہر حال بھیانک ہیں۔

ربوہ کا نام ''نواں قادیان'' نامنظور

ہم اپنے گزشتہ شماروں میں اس موضوع پر پوری شرح و بسط کے ساتھ اظہار خیال کر چکے ہیں مگر حکومت اس مسئلہ کو روز بہ روز پیچیدہ تر بناتی چلی جا رہی ہے۔ بات صرف اتنی تھی کہ مسلمانوں نے قادیانیوں کی آماجگاہ ربوہ کا نام تبدیل کرنے کا متفقہ مطالبہ کیا۔ جسے پنجاب اسمبلی نے منظور کر لیا۔ ملک کے تمام دینی حلقوں نے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور پنجاب اسمبلی کو مبارک باد دیتے ہوئے چند متبادل نام بھی پیش کئے۔ جن میں ''چناب نگر'' بھی شامل تھا۔ حکومت پنجاب نے پہلے ''نواں قادیان'' تجویز کیا پھر اس شہر کا پرانا نام ''چک ڈھگیاں'' تجویز کیا اور اب ''نواں قادیان'' تجویز کر کے غالباً نوٹیفکیشن بھی کر دیا ہے۔
آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختمِ نبوت کے تمام رہنماؤں اور مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المحسن بخاری، ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسحٰق سلیمی، ناظم نشرواشاعت عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے مشترکہ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ربوہ کا نام ''چناب نگر'' رکھا جائے۔ ''نواں قادیان'' کا نام کسی صورت منظور نہیں۔ ''نواں قادیان'' ربوہ پر قادیانیوں کا تسلط قائم کرنے کے مترادف ہے۔ حکومت پنجاب اس مسئلہ کو سنجیدگی سے لے اور مزید پیچیدہ نہ بنائے۔